تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم ۱۹ تا ۲۵ اکتوبر ۲۰۰۰ء (۲۰ تا ۲۶ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ) مدیر : حافظ عاکف سعید

لا الٰہ الا اللہ کا مفہوم

اس بات سے کسے انکار ہے کہ اللہ ہی سچا بادشاہ ہے اور اس کے سوا دوسرا کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ اللہ کا قانون ہی برحق ہے اور اس کا قانون اس کے بندوں پر جاری و نافذ ہونا چاہئے۔ لا الٰہ الا اللہ کا یہی مفہوم ہے۔ یہی وہ سب سے بڑی صداقت ہے جسے برپا کرنے کے لئے اللہ کے نیک بندے ہر دور میں آتے رہے۔ دکھ سکھ سہتے رہے لیکن اپنی زندگیوں کو کھپا کر بھی اسی کام کو سرانجام دیتے رہے۔ وہ آئے اور دنیا کو راہ راست دکھا کر اپنے مالک کا فرمان پورا کر گئے۔ کسی نے نمرودوں کے درباروں میں حق بات کہی، کسی نے فرعونوں کو مالک کے قانون کے سامنے جھکا دیا اور کسی نے وقت کے ابوجہلوں اور ابولہبوں کو آقا کے قانون کے آگے سرنگوں کر دیا۔ غرض انہوں نے اپنے مالک کی بندگی بجالانے کے لئے ہر خوف و خطر سے بے نیاز ہو کر بڑے بڑے لشکر والوں کے سامنے کلمہ حق کہا اور انہیں قانون الٰہی کے سامنے جھکانے کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ وہ خوب جانتے تھے کہ مالک کا حکم ہے کہ اس کے دین برحق کو تمام دوسرے نظاموں پر غالب کر دیا جائے، چاہے خدا کے باغیوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو، اور یہ کہ انسانی معاشرے میں فاسق کی سرداری سے بڑھ کر اللہ کو غصہ دلانے والی اور کوئی چیز نہیں ہے۔

(سید اسعد گیلانی کی کتاب "اسلامی طرزِ حیات" سے ماخوذ)

اس شمارے میں

☆ الہدیٰ اور فرمان نبویؐ 2
☆ نائب امیر تنظیم کا خطابِ جمعہ 3
☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ 6
☆ مکتوب شکاگو 8
☆ گوشہ خلافت 10
☆ کاروانِ خلافت منزل بہ منزل 11
☆ افہام و تفہیم 12
☆ متفرقات ✪

نائب مدیر :
فرقان دانش خان
معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ مرزا ندیم بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زر تعاون -/175 روپے

قیمت : 3 روپے
شمارہ : 41

الہدیٰ

سورۂ فاتحہ (۴)

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ﴾

"ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کریں گے اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہیں گے"۔

اس آیت مبارکہ میں دو فعل استعمال ہوئے ہیں' ایک "نَعْبُدُ" اور دوسرا "نَسْتَعِيْنُ"۔ یہ دونوں فعل مضارع ہیں اور فعل مضارع میں حال اور مستقبل دونوں شامل ہوتے ہیں۔ لہٰذا "نَعْبُدُ" کا ترجمہ یہ بھی ہو گا کہ "ہم بندگی کرتے ہیں" اور یہ بھی ہو گا کہ "ہم بندگی کرتے رہیں گے"۔ اسی طرح "نَسْتَعِيْنُ" کا یہ ترجمہ بھی درست ہو گا کہ "ہم مدد مانگتے ہیں" اور یہ بھی صحیح ہو گا کہ "ہم مدد مانگیں گے"۔ اس آیت کا مرکزی لفظ "عبادت" ہے جس کا ہم اقرار بھی کر رہے ہیں اور عہد بھی کر رہے ہیں "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں"۔ یہ اقرار ہے اور ہم "تیری ہی عبادت کرتے رہیں گے" یہ ایک وعدہ اور قول و قرار ہے۔

عبادت کے مفہوم کے بارے میں عوام الناس کے ذہنوں میں بڑا محدود تصور پایا جاتا ہے اور عام خیال یہ ہے کہ عبادت بس نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ کا نام ہے۔ لہٰذا لفظ عبادت کی اصل عظمت اور وسعت سامنے نہیں آتی۔ لفظ عبادت کا سہ حرفی مادہ "ع ب د" ہے جس سے لفظ "عبد" بنتا ہے جس کے معنی غلام کے ہیں۔ غلامی کا جو تصور بھی دنیا میں رائج تھا وہ سامنے ہو تب اس لفظ کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے۔ یعنی جو شخص کسی کا غلام ہوتا تھا وہ اپنے آقا کی ملکیت ہوتا تھا۔ اس کا کام اپنے مالک کے احکام بجا لانا تھا اور اس کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی تھی اس لئے کہ غلام تو مملوک ہوتا تھا اور اس کا کام تو اپنے مالک اور آقا کی مرضی پر چلنا تھا۔ اس کی پسند اور ناپسند اول تو رہنی ہی نہیں چاہئے تھی' اور اگر رہتی تھی تو اس کا فرض یہ تھا کہ اسے پس پشت ڈال دے اور اپنے آقا اور مالک کی پسند و ناپسند اور مرضی اور ناراضی کو مقدم رکھے۔ معلوم ہوا کہ لفظ عبد میں جو تصور مضمر ہے وہ مکمل اور ہمہ تن' ہمہ وقت اور ہمہ جہت غلامی کا تصور ہے۔ بندگی کے اس ہمہ گیر تصور کو سامنے رکھ کر توجہ کی جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ازروئے قرآن مجید غایت تخلیق جن وانس عبادت رب ہے۔ چنانچہ سورۂ ذاریات میں ارشاد ہوتا ہے : ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ یعنی "میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں" شیخ سعدیؒ نے قرآن کی اس آیت کی ترجمانی بڑے خوبصورت انداز میں کی ہے کہ "زندگی آمد برائے بندگی..... زندگی بے بندگی شرمندگی"

انسان کا مقصد تخلیق بندگی رب ہے۔ اور اگر انسان بندگی کی روش کو اختیار نہ کرے اور اسے ترک کردے تو اس کے وجود کا کم از کم انسانی سطح پر کوئی مقصد نہیں رہتا اور اس کی زندگی محض حیوانی سطح کی زندگی بن جاتی ہے یا شاید اس سے بھی کمتر۔

فرمان نبویؐ

عامل قرآن کی فضیلت

عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ اَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ الْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ بِعُسْفَانَ وَكَانَ عُمَرُ يَسْتَعْمِلُهُ عَلٰى مَكَّةَ فَقَالَ : مَنِ اسْتَعْمَلْتَ عَلٰى اَهْلِ الْوَادِي؟ فَقَالَ : ابْنَ اَبْزٰى' قَالَ : وَمَنِ ابْنُ اَبْزٰى؟ قَالَ : مَوْلًى مِنْ مَوَالِيْنَا' قَالَ : فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى؟ قَالَ : اِنَّهُ قَارِئٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِنَّهُ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ' قَالَ عُمَرُ : اَمَا اِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ : ((اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ)) (رواہ مسلم)

"حضرت عامر بن واثلہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نافع بن عبدالحارثؓ نے مقام عسفان پر حضرت عمرؓ سے ملاقات کی' حضرت عمرؓ انہیں مکہ پر عامل مقرر کیا کرتے تھے۔ انہوں نے پوچھا: آپؓ نے مکہ پر کس کو والی بنایا ہے؟ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: ابن آبزیٰ کو۔ انہوں نے فرمایا: ابن ابزیٰ کون ہے؟ عمرؓ نے فرمایا: ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک غلام ہیں۔ تو انہوں نے حیرانی سے کہا: کیا وادی والوں پر آپ نے ایک غلام کو والی مقرر کر دیا ہے؟ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہاں' وہ قرآن کا عالم ہے اور فرائض کا بھی عالم ہے' اور فرمایا: بے شک آپ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ: "اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کچھ لوگوں کو عزت دے گا اور اسی کے ذریعے کچھ دوسروں کو پست کرے گا"۔

یہ اسلام کا وہ پہلو ہے جس کی نبی اکرم ﷺ نے تعلیم بھی دی اور بالفعل اسے رائج بھی کیا کہ عزت کا معیار تقویٰ ہے' کسی خاندان کا فرد ہونا نہیں اور انسان کی شرافت کا معیار حسب و نسب نہیں بلکہ کردار ہے۔ ہمارے ہاں بھی عزت کے پیمانے دنیاوی مال و دولت اور خاندانی وجاہت قرار پاتے ہیں۔ دین کے ساتھ وابستگی اور اللہ کی کتاب کے علم کو وقعت نہیں دی جاتی اور اس وجہ سے اس دنیا میں ذلت و خواری امت مسلمہ کے حصے میں آئی ہوئی ہے اور ہم نے عملاً اس کتاب کو چھوڑ رکھا ہے اور اسے صرف تلاوت کے لئے رکھ چھوڑا ہے اور عمل مغرب کے دیئے ہوئے نظام اور طریق پر کرتے ہیں۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو تمام انسانوں کے لئے ہدایت اور قولِ فیصل بنا کر نازل کیا ہے۔ اور اب انسانیت کی کامیابی اس کتاب کے ماننے اور اس کے اصولوں پر عمل کرنے میں ہے۔ مسلمانوں نے جب تک اس کتاب کو امام بنائے رکھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عزت دی اور جب سے انہوں نے اس کی تعلیم و احکام کو چھوڑ کر انسانی خواہشات کی پیروی کی اور غیر اسلامی نظاموں کو رائج کیا تو دنیا میں ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی۔ اگر اب بھی مسلمان اس کتاب کو رہنما بنالیں تو پھر سے عزت و حکمرانی انہیں نصیب ہو جائے گی' ورنہ قیامت کے دن شدید ترین عذاب کی نوید ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے سنائی ہے جو اس کتاب پر پورا پورا عمل نہیں کرتے اور صرف نماز روزہ کو ہی دین بنائے ہوئے ہیں اور باقی تمام معاملات میں اس کی دی ہوئی تعلیمات کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ اس کے لئے کوئی کوشش بھی نہیں کر رہے کہ اللہ کا دین غالب ہو اور قرآن و سنت کے تمام احکام کے تحت پوری زندگی بسر ہو۔ اگر اہل ایمان اللہ کے پورے دین کو اختیار نہیں کرتے اور جزوی دین پر عمل کرنے کو اپنی کامیابی سمجھتے ہیں تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غیظ و غضب بھڑکتا ہے۔ ایسے لوگوں کو دنیا میں ذلیل و رسوا کرتے اور قیامت میں شدید ترین عذاب میں جھونکنے کی سخت ترین وعید ہے۔

سود خوری انسان کے اندر کم ہمتی اور بزدلی پیدا کرتی ہے

مسلمان کی کامیابی کا راز اللہ اور رسولؐ کی کامل اطاعت اور اللہ پر توکل میں مضمر ہے

سودی نظام کا خاتمہ : ہمارے مسائل کا واحد حل

مسجد دارالسلام باغِ جناح' لاہور میں نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۰ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

منبر و محراب

خطبۂ مسنونہ' تلاوتِ آیات اور ادعیہ ماثورہ کے بعد فرمایا :

سورۂ آل عمران کے ۱۳ویں سے ۱۸ویں رکوع میں غزوۂ احد کے حالات و واقعات پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ غزوۂ احد اسلامی تاریخ میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ اس میں مسلمانوں کو سخت چرکا لگا۔ ۷۰ جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس جنگ میں زخمی ہو گئے تھے۔ ان چھ رکوعوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس سخت ترین دن کے حوالے سے ایک طرف مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے تو دوسری طرف انہیں ان کی کمزوریوں کی طرف متوجہ کیا گیا ہے تاکہ وہ اپنی غلطیوں سے سبق سیکھیں اور آئندہ محتاط رہیں۔ اس سورۂ مبارکہ کے ۱۴ویں رکوع میں جس کی ابتدا میں تلاوت کی گئی ہے اگرچہ غزوۂ احد کے حالات و واقعات کے پس منظر میں مسلمانوں کو اہم ہدایات دی گئی ہیں۔ تاہم پورے قرآن کی طرح ان آیات میں آج بھی ہمارے لئے رہنمائی موجود ہے۔ بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ صورتحال کے حوالے سے ہی یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ فلسطین میں اسرائیل کی تازہ بربریت پر آج مسلمانوں کا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ غزہ اور رملہ میں براہ راست شہری آبادیوں کو گولہ باری اور میزائل کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور مسلمان بے بس اور لاچار ہیں۔ ؏ ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات!

آیئے اس پس منظر میں ان آیات کا مطالعہ کرتے ہیں' ارشاد ربانی ہے :

"اے ایمان والو' مت کھاؤ سود' دونے پر دونا' اور ڈرو اللہ سے تاکہ تم فلاح پاؤ" (آیت : ۱۳۰)

غور طلب بات یہ ہے کہ غزوۂ احد کے تذکرے کے پس منظر میں یہاں سود کا ذکر کیوں کیا گیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ غزوۂ احد میں مسلمانوں نے جو کم ہمتی دکھائی' اس کا ایک اہم سبب سود خوری ہی تھا۔ کیونکہ اس وقت تک سود کی حرمت کا واضح حکم نہیں آیا تھا۔ سود خوری چونکہ علامت ہے دنیا داری کی۔ لہٰذا اگر کسی کے دل میں دنیا گھر کر جائے تو وہ آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اور اسی غفلت اور دنیا پرستی کے باعث مسلمانوں میں کم ہمتی پیدا ہوتی ہے۔

آج بھی امت مسلمہ کا سب سے بڑا جرم یہی ہے کہ وہ سود میں ملوث ہے' سودی معیشت ہی ہمارا اوڑھنا بچھونا ہے۔ ہم اہل پاکستان اللہ سے وعدہ خلافی اور سود خوری کو جاری رکھنے کے باعث آج اللہ کی تائید و نصرت سے محروم ہیں اور بحرانوں کا شکار ہیں۔ سودی نظام کے مکمل خاتمہ ہی سے ہم موجودہ مسائل سے نکل سکتے ہیں۔

سود کو چھوڑنے کے تاکیدی حکم کے بعد ذکر ہے کہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کر کے فلاح پا سکتے ہو۔ گویا اس دنیا میں اور آخرت میں مسلمانوں کے لئے کامیابی کی ضمانت اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے یعنی ایمان کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے میں ہے۔

اگلی آیت میں فرمایا :

"اور بچو اس آگ سے جو تیار ہوئی ہے کافروں کے واسطے" (آیت : ۱۳۱)

گویا مسلمانوں کو خبردار کیا جا رہا ہے کہ اگرچہ جہنم کی آگ اصلاً کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے لیکن اگر تم نے سود خوری جاری رکھی تو تمہارا انجام بھی کافروں کے ساتھ ہو گا۔

آگے فرمایا :

"اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسولؐ کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔ (آیت : ۱۳۲)

مسلمانوں پر واضح کر دیا گیا کہ اللہ کی رحمت کے حصول کا راز اللہ اور رسولؐ کی اطاعت میں پوشیدہ ہے۔ گویا اس آیۂ مبارکہ میں یہ رہنمائی ہے کہ ﴿ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ ﴾ کے قرآنی حکم کے تحت اسباب تو اختیار کئے جائیں لیکن تمہاری فتح کا انحصار اللہ و رسولؐ کی کامل اطاعت اور اللہ پر توکل پر ہے۔ غزوۂ بدر میں ۳۱۳ نہتے مسلمانوں کو تین گنا کیل کانٹے سے لیس کفار کے لشکر پر فتح اسی سبب سے ملی تھی۔ جبکہ غزوۂ حنین میں چار ہزار کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد ۱۲ سے ۱۴ ہزار تھی۔ کچھ مسلمانوں کی نظر اللہ پر توکل کی بجائے اپنی کثرتِ تعداد پر ہوئی تو اللہ نے سبق سکھا دیا اور پہلے ہی ہلے میں مسلمانوں کی صفوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ گویا مسلمان کی نظر ہتھیاروں اور نفری پر نہ ہو بلکہ اسباب میسر ہوں یا نہ ہوں صرف اللہ ہی پر بھروسہ ہو اور اللہ و رسولؐ کی بے چون و چرا اطاعت ہو تو انہیں دنیا کی کوئی طاقت زیر نہیں کر سکتی۔

اگلی آیۂ مبارکہ میں ارشاد ربانی ہے :

"اور دوڑو اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف' جس کی وسعت آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ جو متقین کے لئے تیار کی گئی ہے"۔ (آیت : ۱۳۳)

انسان فانی دنیا کی ذرا سی آسائش اور محدود زندگی کے ذرا سے آرام کے لئے اتنی بھاگ دوڑ کرتا ہے کہ آخرت کی لامحدود زندگی سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس آیت میں فرمایا گیا کہ اگر تمہیں محنت کرنی ہے تو اس جنت کے لئے کرو جو ابدی ہے اور جس کی وسعت اور راحتیں انسان کے تخیل سے بھی ماوراء ہیں۔ مسلمان کا مقصود اللہ کی رضا اور اخروی کامیابی ہونا چاہئے۔ دنیا نہیں' ورنہ یہی ہو گا جو آج امت مسلمہ کا حال ہے اور جس کا نقشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یوں کھینچا ہے۔ فرمان رسالتؐ ہے کہ "ایک وقت آئے گا کہ غیر قومیں مسلمانوں پر ایک دوسرے کو اس طرح جھپٹنے کی دعوت دیں گی جس طرح دسترخوان پر کسی کو کھانے کے لئے دعوت دی جاتی ہے۔ پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسولؐ کیا اس وقت ہم تعداد میں تھوڑے ہوں گے۔ آپؐ نے جواب دیا نہیں بلکہ تم تعداد میں بہت زیادہ ہو گے لیکن تمہاری یہ حالت "وھن" کی بیماری میں مبتلا ہونے کے باعث ہو گی پوچھا گیا کہ "وھن" سے کیا مراد ہے' فرمایا "دنیا کی محبت اور موت سے

نفرت"۔

چنانچہ ہمارے لئے دوڑ کا میدان دنیا نہیں آخرت ہے "ہمیں آخرت کی کامیابی اور جنت کے لئے خون پسینہ ایک کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ جنت ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اس دنیا میں رہتے ہوئے اللہ کے سامنے احساس جوابدہی سے کانپتے رہتے ہیں۔

اگلی آیات میں مومنین کے اوصاف بیان ہوئے ہیں فرمایا:

"یہ لوگ خرچ کرتے ہیں آسانی میں بھی اور تنگی میں بھی اور ضبط کرتے ہیں غصہ' اور درگزر کرتے ہیں لوگوں کی خطاؤں سے اور اللہ محبت کرتا ہے محسنین سے"۔ (آیت: ۱۳۴)

سود خور ذہنیت یہ ہے کہ اپنے اضافی مال کو مزید مال و دولت کھینچنے کے لئے استعمال کیا جائے۔ چنانچہ ایسے لوگ اپنا سرپلس (ضرورت سے زائد رقم) نقصان کے رسک کے ساتھ invest کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ان کی جان جاتی ہے جبکہ اہل ایمان تنگی اور فراوانی ہر دو صورت میں اللہ کی رضا کے لئے مال خرچ کرتے ہیں اور آخرت میں اس کی جزا کے طلب گار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ ہی اپنے غصے کو پینے والے ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کی مرضی سے ہو رہا ہے لہٰذا معمولی باتوں پر آپے سے باہر ہو کر مشتعل نہیں ہوتے۔ انہیں اپنے جذبات پر قابو حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ ایسے لوگوں کی نگاہ آخرت پر ہوتی ہے لہٰذا اگر کوئی شخص ان سے زیادتی بھی کرے تو وہ معاف کر دیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ آخرت میں اس کا بڑا اجر ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

اگلی آیات میں مومنین کی چند اور صفات بیان ہوئی ہیں فرمایا:

"اور یہ لوگ جب کسی کھلے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں یا اپنی ذات پر کوئی ظلم کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں پر فوری بخشش کے طلب گار ہوتے ہیں۔ اور کون ہے اللہ کے سوا گناہوں کو بخشنے والا۔ اور وہ جانتے بوجھتے اپنی غلطی پر اصرار نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کی جزا ہے بخشش ان کے رب کی طرف سے اور ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور کیا خوب اجرت ہے کام کرنے والوں کی"۔ (آیت: ۱۳۵۔۱۳۶)

مومنین کی ایک صفت یہ ہے کہ اگر کبھی جذبات سے مغلوب ہو کر یا کسی نفسانی کمزوری کے باعث کوئی غلطی کر بیٹھیں مثلاً کسی شخص کا حق مار لیں' یا فرائض دینی میں کوتاہی ہو جائے تو فوراً اللہ کی جناب میں توبہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے سوا گناہوں کی معافی کا اختیار کسی کو حاصل نہیں۔ عیسائیوں میں یہ گمراہ کن عقیدہ موجود ہے کہ پوپ گناہ بخش سکتا ہے لیکن یہاں بتایا جا رہا ہے کہ یہ اختیار اور شان صرف اللہ کی ہے۔ دوسری صفت مومنین کی یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ اپنے کئے پر اڑتے نہیں۔ یعنی یہ نہیں کہ توبہ و استغفار کی تسبیح تو ہو رہی ہے مگر پرنالہ وہیں کا وہیں بہہ رہا ہے۔ ایسے استغفار کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ سچی توبہ کی شرائط میں سے ہے کہ انسان اپنی غلطی پر پشیمانی کے جذبات اور آئندہ اس گناہ کو ترک کرنے کے عزم کے ساتھ بخشش کا طالب ہو۔ ایسے ہی لوگوں پر اللہ کی رحمت سایہ فگن ہو گی اور انہیں جنت کے باغات میں رہنا نصیب ہو گا۔ اور یہ ایسے محنت کرنے والے لوگوں ہی کا اجر ہو سکتا ہے جنہوں نے آخرت کو اپنا مقصد بنایا اور اس کے لئے ایسی محنت کی جیسا کہ اس کے لئے محنت کرنے کا حق ہے۔

آگے فرمایا:

"تم سے پہلے بھی بہت سے واقعات گزر چکے ہیں۔ سو زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ کیا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔ یہ لوگوں کے لئے کھول کر سنا دینا ہے' اور نصیحت ہے متقین کے لئے۔ اور سست نہ ہو اور غم نہ کھاؤ' تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ (آیت: ۱۳۷تا۱۳۹)

سابقہ قوموں نے جب اپنے نبیوں کی دعوت کو ٹھکرایا تو ان پر عذاب نازل ہوا وہ قصہ پارینہ بن گئے' ان کی سلطنت' قوت و سطوت ان کے کسی کام نہ آئی۔ اس میں اہل ایمان کو تسلی دی جا رہی ہے کہ اگر وہ اللہ کی تائید و نصرت کو حاصل کر لیں تو دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔ ان آیات کا مقصد انہی حقائق کو واضح کرنا ہے اور یہ مقصود ہے کہ لوگوں پر اتمام حجت ہو جائے۔ تاہم اس ہدایت سے فائدہ وہی لوگ اٹھائیں گے جن میں خدا خوفی ہے۔ آیت ۱۳۹ میں غزوۂ احد کے پس منظر میں کہا جا رہا ہے کہ اگر تمہیں نقصان پہنچا ہے تو اس پر ڈھیلے مت پڑو' نہ ہی رنج و حزن تم پر اس طور سے مسلط ہو کہ تمہاری ہمت جواب دے جائے اور قوائے عملیہ مضمحل ہو جائیں۔ بلکہ یہ معاملات بھی ایک طرح سے خیر کا موجب ہیں تاکہ تم اپنی غلطیوں سے سبق سیکھو۔ ساتھ ہی نہایت تاکیدی انداز میں مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ تم ہی غالب اور سربلند رہو گے اگر تم نے ایمان کے تقاضوں کو پیدا کیا۔ گویا اللہ کا وعدہ ہے کہ آخری فتح اور غلبہ اہل ایمان ہی کو حاصل ہو گا۔ یہ اصول اور یہ وعدہ قیامت تک کے لئے ہے۔ اگر ہم آج بھی ایمان کے تقاضے پورے کریں تو اللہ کی مدد سے دشمنوں پر غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اگلی آیات میں اخیر رکوع تک پھر غزوۂ احد کے حالات و واقعات پر تبصرہ ہے۔ فرمایا:

"(اے مسلمانو!) اگر آج تمہیں کوئی چرکا لگا ہے تو ان (کافروں کو) بھی پہلے ایسا ہی چرکا لگ چکا ہے اور یہ دن باری باری [illegible] رہتے ہیں ہم لوگوں کے درمیان' تاکہ اللہ واضح [illegible] کہ تم میں کون واقعتاً مومن ہیں اور (اس کا ایک [illegible] تھا) کہ اللہ تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت [illegible] فائز کرنا چاہتا تھا اور اللہ ظالموں سے محبت [illegible] اس واسطے بھی تھا کہ اللہ پاک صاف کرے اہل [illegible] مٹا دے کافروں کو۔ (اے مسلمانو!) کیا تم نے [illegible] داخل ہو جاؤ گے جنت میں حالانکہ اللہ نے ابھی ظاہر نہیں کیا تم میں کہ کون جہاد کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے اور تم تو اللہ سے ملاقات کے لئے موت کی آرزو کیا کرتے تھے پس تم نے اسے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا ہے"۔ (آیات: ۱۴۰تا۱۴۳)

غزوۂ احد میں چوٹی کے صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے جو مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا زخم تھا لیکن اللہ تعالیٰ مومنین کو تسلی دے رہے ہیں کہ غزوۂ بدر میں کفار کو بھی ایسا ہی چرکا لگ چکا ہے جب ان کی صف اول کی قیادت تمہارے ہاتھوں قتل ہوئی تھی۔ مگر کفار نے تو ہمت نہ ہاری اور وہ اگلے سال پھر تیاری کر کے تم پر چڑھ دوڑے۔ پھر تم کیوں غمزدہ ہوتے ہو۔ ہم اسی طرح لوگوں میں حالات کو پھیر کر آزمائش کرتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ کون حقیقی مومن ہیں اور کون ہیں جن کا ایمان صرف زبان کی نوک پر تھا۔ نیز اس طرح اللہ نے تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا رتبہ عطا کیا ہے تاکہ وہ ہمارے دربار میں سرخرو ہوں۔ تاہم اس عارضی شکست سے یہ نہ سمجھا جائے کہ تمہاری غلطی کی وجہ سے اللہ کی ہمدردیاں کفار کے ساتھ ہو گئی ہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ اللہ مشرکین و منافقین سے کبھی راضی نہیں ہو سکتا۔ ساتھ ہی بڑے [illegible] کے انداز میں واضح کر دیا گیا کہ اگر تمہارا خیال تھا کہ بغیر کسی تکلیف اور آزمائش کے تمہیں جنت میں داخلہ مل جائے گا تو یہ نری خام خیالی تھی۔ ان آزمائشوں کے ذریعے اللہ واضح کر دینا چاہتا ہے کہ جہاد کرنے والے کون لوگ ہیں اور کون ہیں وہ باہمت جو تکلیفوں پر صبر کرتے ہیں۔ گویا اگر مسلمان کی

زندگی میں جہاد نہیں تو اس نے ایمان کا لازمی تقاضا پورا نہیں کیا۔ ایمان کا لازمی تقاضا ہے کہ انسان نہ صرف یہ کہ پہلے اپنے نفس سے پنجہ آزمائی کر کے اسے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا خوگر بنائے بلکہ پھر باطل نظام کے خلاف بھرپور عملی جدوجہد بھی کرے۔ یہی جہاد ہے جس کے بغیر کوئی ایمانی زندگی نہیں۔ اور یہی وہ روح دین ہے جس سے آج امت مسلمہ بحیثیت مجموعی تہی دست ہے۔

حالات حاضرہ

موجودہ حکومت اس اعتبار سے ناکام ہو چکی ہے کہ اپنے ایک سالہ دور حکومت میں غریب عوام کو کوئی ریلیف نہیں دے سکی اور نہ ہی آئندہ اس سمت میں کسی بہتری کی توقع ہے بلکہ اندیشہ ہے کہ ہر آنے والے دن میں عوام پر عرصۂ حیات مزید تنگ ہوتا چلا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک سودی نظام کا مکمل خاتمہ نہیں ہوتا معیشت کی بحالی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ چیف ایگزیکٹو اور وزیر خزانہ شوکت عزیز کا یہ کہنا کہ ہم دو چار سال میں آئی ایم ایف کی غلامی سے نجات پالیں گے، طفل تسلیاں دینے کے مترادف ہے۔ کیونکہ ہماری سابقہ تمام حکومتیں بھی ایسے ہی بڑے بڑے دعوے کرتی رہی ہیں لیکن صورت حال مسلسل بدتر ہوتی رہی۔ اگر موجودہ حکومت نے بھی سود کے خاتمہ اور نفاذ اسلام کی طرف پیش رفت نہ کی تو نہ جانے اس بار ہمارا زوال کس حد کو پہنچے۔ وزیر خزانہ ایک طرف تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے قومی بجٹ کا ۵۵% بیرونی قرضوں کے سود کی اقساط کی نذر ہو جاتا ہے جبکہ دوسری طرف حکومت کو یہ بھی تشویش ہے کہ اگر ہم نے سودی نظام کے خاتمہ کا اعلان کیا اور آئی ایم ایف کی شرائط پوری نہ کیں تو ہمیں مزید قرض نہیں ملے گا اور ہم ڈیفالٹ ہو جائیں گے۔ سوال یہ ہے کہ ڈیفالٹ ہونے سے آخر کون سی قیامت آجائے گی۔ اور ویسے بھی ڈیفالٹ ہونے کے بعد ملکی صنعت، زراعت اور عام غریب آدمی کا اس سے زیادہ کیا برا حال ہو گا جیسا اب ہے۔ لہٰذا سودی نظام کا خاتمہ اور سودی قرضوں کی ادائیگی سے صاف انکار کرنا ہی ہمارے مسائل کا واحد حل ہے، خواہ ہمیں ڈیفالٹ قرار دے دیا جائے۔ اس کے سوا ہمارے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

بین الاقوامی سطح پر آج کل سب سے بڑا موضوع فلسطین کا مسئلہ ہے اور مشرق وسطیٰ کے حالات بڑی تیزی سے اس بڑی جنگ کی طرف جا رہے ہیں جس کا احادیث میں الملحمۃ العظمٰی اور انجیل میں آرمیگاڈان کے نام سے تذکرہ موجود ہے۔ مغرب ویسے تو انسانی حقوق کا چیمپئن بنتا ہے لیکن مسلمانوں کے معاملہ میں عالمی ضمیر مردہ ہو چکا ہے۔ امریکہ اور عالمی طاقتوں کی جانبداری کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ فلسطین میں اسرائیلی حملوں کے نتیجے میں سو سے زائد مسلمانوں کی شہادت پر امریکہ نے قرارداد مذمت پاس نہیں ہونے دی۔ جبکہ دوسری طرف صرف تین اسرائیلی مارے گئے تو صدر کلنٹن نے سخت تشویش اور گہرے رنج کا اظہار کیا ہے۔ مسلمانوں پر اس ظلم و ستم کی وجہ ایمان اور دین کے تقاضے پورے نہ کرنا ہے۔ اگر ہم آج بھی دین و ایمان کے تقاضے پورے کریں تو مذکورہ بالا آیات میں اللہ کا اہل ایمان سے پختہ وعدہ ہے کہ تم ہی غالب و سربلند رہو گے اگر تم واقعتاً مومن ہو۔ لہٰذا آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنی دینی ذمہ داریوں کا احساس کریں، ایمان کے عملی تقاضوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں اور پھر عالم اسلام اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرے اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے اس کے دین کی سربلندی کے لئے باطل کے سامنے ڈٹ جائے، ان شاء اللہ آخری فتح مسلمانوں کی ہو گی۔ (مرتب : فرقان دانش)

رفقاء نوٹ فرما لیں!

تنظیم اسلامی پاکستان کے مرکزی دفتر واقع گڑھی شاہو لاہور میں

5 تا 11 نومبر 2000ء

مبتدی تربیت گاہ

منعقد ہو رہی ہے

نوٹ : جن مبتدی رفقاء نے اب تک تربیت گاہ میں شرکت نہیں کی وہ اس تربیت گاہ میں شرکت کا اہتمام فرمائیں

المعلن : ناظم دعوت و تربیت، تنظیم اسلامی پاکستان

مرکزی انجمن خدام القرآن کی ایک اور پیشکش

—— دو عظیم مصری قراء حضرات ——

قاری الشیخ محمد صدیق المنشاوی اور قاری الشیخ محمود خلیل الحصری

کی آواز میں

مکمل تلاوت قرآن مع متن

اب کمپیوٹر سی ڈی پر دستیاب ہے —— قیمت : 100 روپے

ملنے کا پتہ :

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور (فون : 03-5869501)

انتقالِ پر ملال

قرآن کالج کے سابق پرنسپل اور معروف ماہر تعلیم پروفیسر بختیار حسین صدیقی گزشتہ ماہ انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم قرآن اکیڈمی کے سہ ماہی جریدے The Quranic Horizons کے ایڈیٹوریل بورڈ کے رکن تھے۔ قبل ازیں مرحوم گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن لاہور کے پرنسپل بھی رہے۔ علمی و ادبی میدان میں مرحوم کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ قارئین و احباب سے گزارش ہے کہ وہ ہمارے ساتھ مرحوم کیلئے دعائے مغفرت میں شریک ہو جائیں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَ اَدْخِلْہُ فِیْ رَحْمَتِکَ وَ حَاسِبْہُ حِسَابًا یَّسِیْرًا (ادارہ)

مشرف حکومت کا ایک سال اور ملکی معیشت (۲)

مرزا ایوب بیگ، لاہور

جنرل پرویز مشرف کی فوجی حکومت نے ایک سال میں کیا کھویا کیا پایا' اس کی فہرست تیار کرنا اور اس پر غیر جانبدارانہ اور بے لاگ تبصرہ کرنا ایک مشکل کام ہے۔ خصوصاً اس لحاظ سے کہ آج کے مادی دور میں ترقی کی منازل شمار کرنے اور پستی کی گہرائی ناپنے کا بیرومیٹر صرف اور صرف معاشی صورت حال ہے۔ جبکہ معاشی صورت حال کے بارے میں موجودہ حکومت کا دعویٰ ہے کہ سابقہ سیاسی حکومتوں نے لوٹ کھسوٹ سے ملک کو دیوالیہ کر دیا تھا اور اسے مکمل طور پر تباہ شدہ معیشت کو بحال کرنے کا چیلنج کا سامنا تھا لہٰذا بقول حکمرانوں کے اس پیمانے سے موجودہ حکومت کی کارکردگی نہیں ناپی جا سکتی۔ سیاسی تعصب سے بالاتر ہو کر سوچا جائے تو اس قول کی کلی نفی کرنا بھی ممکن نہیں۔ دوسری طرف حکومت کے اس دعویٰ کی تصدیق کرنا بھی اتنا ہی مشکل کام ہے کہ اس نے ایک سال کے عرصہ میں معیشت کی تنزلی کا عمل روک دیا ہے۔ بہرحال معیشت کو خصوصی اہمیت دینے کے ساتھ ساتھ ہمیں دوسرے تمام شعبہ جات میں بھی حکومتی کارکردگی کا جائزہ لینا ہوگا تاکہ پاکستان کی ایک صحیح اور شفاف تصویر سامنے آئے اور ہم جان سکیں کہ وطن عزیز پاکستان کہاں کھڑا ہے؟

ہماری معیشت ہنوز تنزل کا شکار ہے اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ کرنسیوں کے تقابلی جائزے میں روپیہ کی حیثیت مسلسل کم ہو رہی ہے اور اس کی قیمت میں اضافے کا مستقبل قریب میں دور دور کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ غیر ملکی سرمایہ کاری تو دور کی بات ہے ملکی سرمایہ دار اپنے سرمائے سمیت ملک سے فرار ہو رہا ہے۔ لٹیرے سیاست دانوں کے ساتھ ساتھ نیب نے سیاست سے لاتعلق صنعتکاروں سے بھی ایسا خوفناک سلوک کیا ہے کہ ملک میں خوف و ہراس کی فضا پیدا ہو گئی ہے۔ انہیں ہتھکڑیاں لگا کر غلیظ کوٹھڑیوں میں رکھا گیا جیسے وہ بدترین اخلاقی جرائم میں ملوث پائے گئے ہوں۔ موجودہ حکومت بھی سال بھر IMF کے طرح طرح مطالبے مان کر اسے راضی کرنے میں لگی رہی لہٰذا ایک سال میں چار مرتبہ پٹرول کے نرخ بڑھائے گئے۔ بجلی کی قیمتوں میں اضافہ ہوا گیس پر سرچارج نافذ ہوا۔ ٹیلی فون کے لائن رینٹ میں بے تکا اور نامناسب اضافہ کیا گیا۔ زرعی اجناس کی پیداوار کے لئے ضروری اشیاء مثلاً مصنوعی کھاد اور کیڑے مار دوائیوں کی قیمت بڑھائی گئی۔ اسی طرح جو محصولات صوبوں اور ضلعی کارپوریشن کے تحت وصول کئے جاتے ہیں ان میں بھی بے پایاں اضافہ کر دیا گیا خاص طور پر پراپرٹی ٹیکس کی شرح میں اس قدر اضافہ کر دیا گیا کہ لوگ یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ ہم اپنی ملکیتی املاک میں بھی حکومت کے کرایہ دار بن گئے ہیں۔ ٹال ٹیکس میں بعض جگہوں پر سو فیصد اضافہ کر دیا گیا۔ پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے ٹرانسپورٹروں کو کرایہ بڑھانے کی اجازت دے دی گئی ہے جس کا براہ راست بوجھ عوام پر پڑا ہے۔ نجکاری میں

تجزیہ

حاصل ہونے والی رقم کے بارے میں حکومت احمقانہ حد تک خوش فہمی کا شکار ہے۔ اس ماحول میں کہ ملکی سرمایہ دار کو دہشت گرد سے بڑا مجرم بنا دیا گیا ہے اور غیر ملکی سرمایہ کار حبکو (HUBCO) کے تجربے کی بناء پر بداعتمادی کا برملا اظہار کر چکے ہیں ایسے کونسے خزانے آسمان سے اتریں گے کہ ہمیں حکومت کی توقع کے مطابق رقم دستیاب ہو جائے گی اور ہم بقول حکومت قرض کی قسط ادا کر سکیں گے۔ رہی سہی کسر ٹیکس سروے نے نکال دی جہاں تک معیشت کی دستاویز بندی کا تعلق ہے کون اس کی افادیت سے انکار کر سکتا ہے۔ لیکن اس میں جو انداز اختیار کیا گیا اور جس جلد بازی کا مظاہرہ کیا گیا ہے' وہ نامناسب ہی نہیں انتہائی قابل اعتراض بھی تھا اور نقصان دہ بھی۔ یہ عوام کو ایک ڈگر سے ہٹا کر دوسرے ڈگر پر لانے کا مسئلہ تھا۔ سابقہ حکمرانوں نے سیاسی فوائد حاصل کرنے کے لئے اور مرتشی افسران نے ذاتی لالچ میں حقیقی ٹیکس کلچر پیدا نہ ہونے دیا اور اپنے عمل سے تاجر کے ذہن میں یہ بات اتار دی کہ حقیقی ٹیکس دینا ممکن نہیں اور تاجر نے بھی مطلب کی بات جلد سمجھ لی۔ پچاس سال سے بگڑے ہوئے مزاج اور عادتیں آناً فاناً کیسے درست ہو سکتی تھیں لیکن فوجی حکمرانوں نے اٹینشن Attenttion اور اباؤٹ ٹرن انداز سے تاجروں کو اپنا دشمن بنا لیا اس غلط حکمت عملی کا نتیجہ یہ نکلا کہ سرمایہ دار نے کاروبار سمیٹنا شروع کر دیا جس سے روپے کی سرکولیشن بری طرح متاثر ہوئی اور بیروزگاری میں اضافہ ہوا۔ خصوصاً بیوپاری طبقہ جو ملک میں بہت بڑی تعداد میں ہے پس کر رہ گیا۔ تاجروں کے کاروبار محدود کرنے کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلے گا کہ وہ تاجر جو ٹیکس چوری کر کے بھی اگر پچاس ہزار ٹیکس حکومت کے خزانے میں جمع کراتا تھا اس سال دیانت داری سے ٹیکس ادا کرتے ہوئے بیس ہزار سے زائد ٹیکس جمع نہیں کرا سکے گا۔ لیکن سی بی آر کا وہ محکمہ جو ٹیکس جمع کروانے کی تاریخ گزر جانے کے بعد بھی درست فارم پرنٹ نہیں کرا سکا وہ ان باریکیوں میں اپنا سر کیوں کھپائے گا۔

ہماری رائے میں حکومت جتنا چاہے عوام کو نچوڑ لے وہ روز بروز بڑھتے ہو IMF کے مطالبات پورے نہیں کر سکے گی حکومت کو اس حقیقت کا ادراک ہونا چاہئے کہ سود در سود قرضے حاصل کر کے ہم معاشی طور پر کبھی استحکام حاصل نہیں کر سکیں گے۔ ایسا صرف اس صورت میں ممکن ہوتا ہے جب خسارہ زیادہ نہ ہو اور آمد و خرچ میں کچھ نہ کچھ مطابقت ہو لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ سود ادا کرنے کے بعد ہم بمشکل دفاع کے اخراجات پورے کرتے ہیں۔ تعلیم صحت' ترقیاتی کام' سائنس و ٹیکنالوجی' تحقیقی ادارے اور سفارتی مشن وغیرہ وغیرہ کے اخراجات کے لئے ہم مزید قرضوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس طرح ہم ایسی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں کہ ایک قدم آگے بڑھاتے ہیں تو دو قدم پیچھے کو دھکیل دیئے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہر گزرنے والا دن ہمارے قرضے میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے اور یہ جال جو ہمارے گرد بن دیا گیا ہے ہم اس سے شاید کبھی نہیں نکل سکیں گے۔ ہمارے پاس اس کا ایک ہی حل ہے وہ یہ کہ فوری طور پر سود کی ادائیگی بند کر دیں اور ہمارے پاس ایسا کرنے کا معقول جواز موجود ہے۔ ہماری سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا ہے کہ موجودہ بنک کا سود اور ربا جس کا قرآن حکیم میں ذکر ہے اور جسے قرآن نے حرام مطلق قرار دیا ہے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لہٰذا

ہم اپنے سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق آئندہ سودادانہ کرنے کے پابند ہیں۔ جہاں تک اصل زر کا تعلق ہے فریقین اس پر مذاکرات کر کے کوئی نہ کوئی راستہ ڈھونڈلیں گے۔ فوری ادائیگی کی پاکستان کی معاشی حالت اجازت نہیں دیتی۔ **ہم جانتے ہیں کہ اس جرأت رندانہ کو عالمی مالیاتی استعمار اپنے خلاف اعلان جنگ سمجھے گا** اور وہ ہمیں پابندیوں کے حوالے سے عراق اور افغانستان بنانے کی بھر پور کوشش کرے گا لیکن عوام کو خون نچوڑ نچوڑ کر جس طرح ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے مطالبے پورے کئے جارہے ہیں وہ کسی خونی انقلاب کا پیش خیمہ بھی بن سکتے ہیں۔ معیشت کی خرابی کے حوالے سے ہم عوام کے دو سوالات بھی حکمرانوں کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں :

☆ پہلا سوال یہ ہے کہ عوام سے قربانی مانگنے والے حکمرانوں نے اپنے شاہانہ طور طریقوں میں کوئی کمی کی ہے کیونکہ اخباری اطلاعات کے مطابق موجودہ بجٹ میں چیف ایگزیکٹو کے سیکرٹریٹ کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے وہ نواز شریف دور کے وزیراعظم سیکریٹریٹ سے تین گنا زیادہ ہے کیا سادگی اور قربانی کا مطالبہ صرف عوام سے کیا جاتا ہے۔

☆ دوسرا سوال خصوصاً تاجر حضرات کی طرف سے ہے کہ انہیں دیانت داری سے ٹیکس ادا کرنے کی نصیحتیں کی جاتی ہیں اور ڈاکومنٹیشن (دستاویز بندی) کے حوالہ سے کہا گیا ہے کہ سال بھر بھی ہڑتال کرو گے تو بھی قانون کے مطابق سروے ہوگا اور کسی قسم کی مالیاتی بے ضابطگی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ کیا خود حکومت اپنے بنائے ہوئے ضابطوں کی پابندی کرتی ہے؟ کیا سٹیٹ بنک آف پاکستان اتنے ہی کرنسی نوٹ جاری کرتا ہے جتنے سونے کے ذخائر کے مقابلے میں قانون کرنسی نوٹ جاری کرنے کی اجازت دیتا ہے؟ کیا یہ ضابطے صرف عوام کے لئے ہیں؟

معیشت کی صورت حال کے حوالے سے حکومت کی ایک سالہ کارکردگی' اس کے تجزیئے اور اصلاح واحوال کے لئے مزید مشورے دیئے جاسکتے ہیں لیکن طوالت کے خوف سے ہم صرف یہ کہہ کربات ختم کردیتے ہیں کہ جب تک نیو ورلڈ آرڈر کے معماروں کے ذہن کو صحیح طور پر سمجھا نہیں جاتا اور جب تک سودی قرضوں کی لعنت سے نجات حاصل نہیں کی جاتی اور جب تک حکمران خود سادگی اور مالی ایثار سے کام نہیں لیتے خالی خولی وعظ کوئی بہتری پیدا نہیں کرسکیں گے۔

معیشت کے بعد اہم ترین مسئلہ نچلی سطح پر اقتدار کی منتقلی اور گراس روٹ لیول سے جمہوریت کا آغاز کا ہے۔ جہاں تک نچلی سطح تک اقتدار کی منتقل کرنے کا تعلق ہے کوئی اچھا فہم اور شعور رکھنے والا انسان اس کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ ہماری رائے میں اصولی طور پر اس معاملے میں دو رائے ہو ہی نہیں سکتیں لیکن اس کے لئے خاص ماحول اور مستحکم جمہوری اقدار ضروری اور لازم ہیں۔ مثلاً پاکستان ہی کی مثال لیں جاگیرداری نظام کے ہوتے ہوئے عوام اقتدار کے حقیقی مالک کس طرح بن سکتے ہیں۔ دیہاتوں میں جاگیردار اپنے مزارعوں پر ظلم ڈھاتا تھا لیکن ضرورت پڑنے پر اسے پولیس اور انتظامیہ کی اعانت حاصل کرنے کے لئے دولت اور اثر و رسوخ استعمال کرنا پڑتا تھا پھر بھی بعض اوقات معاملات اس کے ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکل جاتے تھے۔ جاگیرداری نظام کے ہوتے ہوئے وہ تحصیل اور ضلع کی سطح پر انتخابات ہوں گے وہ جاگیردار کو علاقے کا قانونی حاکم بھی بنا دیں گے۔ اب وہ پولیس اور انتظامیہ کو رشوت اور لالچ سے نہیں بلکہ حکماً اپنے مظالم میں شریک کرلے گا۔ لہٰذا ایک اچھا پلان برا اور غلط ماحول ہونے کی وجہ سے نقصان دہ ہو جائے گا۔ اگر بھارت کی طرح پاکستان میں بھی آغاز ہی سے جاگیرداری کی جڑ کاٹ دی جاتی تو راقم یقین سے کہہ سکتا ہے کہ پاکستان میں جمہوری اقدار فروغ پاچکی ہوتیں۔ پھر یہ کہ ہمارے ملک میں صوبوں اور ان کی حد بندیوں کو وہ تقدس حاصل ہے جو ملک کی سرحدوں کو بھی حاصل نہیں۔ یہ مبالغہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے ہمارے کسی صوبے کے کسی چھوٹے سے حصے کو بھی آج تک ادھر سے ادھر نہیں کیا جاسکا۔ لیکن ہم نے ملکی سطح پر بھارت سے جنگ کے نتیجے میں جو علاقے کھوئے سو کھوئے خودخوشی اور اور رضامندی سے ایران اور چین کو کچھ علاقے دے دیئے۔ سوال یہ ہے کہ ہمارے سیاست دان جو صوبوں کے معاملے میں اتنے حساس ہیں کیونکہ ان کے سیاسی مفادات کا انحصار اسی پر ہے اور وہ عوام کو بھی جذباتی نعروں سے اپنے پیچھے لگالیتے ہیں' وہ کیسے برداشت کریں گے کہ پولیس اور انتظامیہ تو ضلعی حکومتوں کے تحت چلی جائے' انہیں لوکل ٹیکس لگانے کے اختیارات ہوں جبکہ مرکز کے پاس بھی اپنے پرانے اختیار ہوں اور صوبہ ان دونوں میں سینڈوچ بن کر رہ جائے۔ خصوصاً صوبہ سندھ جو پہلے ہی ایک حساس صوبہ ہے اور جہاں سے طرح طرح کی بولیاں سننے میں آتی رہتی ہیں وہاں صورت حال بڑی عجیب ہو جائے گی۔ جو پارٹی دیہی سندھ میں مقبول ہے اس کی شہری علاقوں میں کوئی حیثیت نہیں اور شہری علاقوں کی پارٹی دیہی سندھ سے غائب ہے۔ کراچی سے تعلق رکھنے والے عوامی لیڈر آج کل پاکستان اور اس کے وجود کے خلاف زہر اگل رہے ہیں اگر کراچی کی ضلعی اسمبلی نے کوئی نامعقول اور زہریلی قرارداد پاس کرلی تو پھر کیا ہوگا؟ ضلعی اسمبلی توڑنے سے بھی بات نہیں بنے گی جبکہ یہ قرارداد عوامی خواہش اور عوامی مطالبے کے طور پر پیش کی جائے لہٰذا اگرچہ گراس روٹ لیول پر اقتدار کی منتقلی ایک اچھا اور احسن عمل ہے لیکن تعلیم کی کمی' جمہوری اقدار سے ناآشنائی اور جاگیرداری نظام کی مضبوط گرفت کی وجہ سے نچلی سطح پر اقتدار کی منتقلی مزید پیچیدگیاں پیدا کردے گی۔

نئے بلدیاتی انتخابات میں خواتین کی نمائندگی بہت زیادہ رکھی گئی ہے ہماری رائے میں یہ قدم احمقانہ بھی ہے اور مضحکہ خیز بھی۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ نظام بنانے والے اپنے معاشرے کی اقدار اور اس کے رنگ ڈھنگ سے سرے سے واقف ہی نہیں خصوصاً دیہی زندگی سے بالکل ناآشنا ہیں۔ ہماری دیہاتی عورت کا رول سیاسی نہیں بلکہ معاشی سطح پر انتہائی اہم ہے۔ شہری عورت گھریلو کام کاج کو بوجھ تصور کرتی ہے اور اس کے لئے نوکر چاکر رکھتی ہے جبکہ دیہات میں گھریلو کام عورت کے اصل کام اور ذمہ داریوں کا ایک چھوٹا سا جز ہے۔ پھر یہ کہ اس کی عظیم اکثریت لکھائی پڑھائی سے بالکل ناآشنا ہے۔ اگر اس عورت کو زبردستی سیاست میں گھسیٹا گیا اور مفاد پرست مردوں نے ان سے انگوٹھے لگوا کر سیاسی مقاصد حاصل کئے تو یہ عورت نہ گھر کی رہے گی نہ گھاٹ کی۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ حکومت نے جو عورت' عورت کی پکار ڈالی ہوئی ہے ظاہر ہے یہ مغرب کو خوش کرنے کے لئے ہے لیکن وہاں تو خواتین کے لئے ایسا کوئی کوٹہ مقرر نہیں ہے۔ اگر آپ کے نزدیک پاکستان کی بقا اور ترقی کے لئے خواتین کی اسمبلیوں میں نمائندگی اتنی ہی لازمی ہے اور آپ کندھے سے کندھا ملا کر چلنے اور مساوات مرد و زن کے اتنے ہی قائل ہیں تو انہیں صرف براہ راست انتخابات میں حصہ لینے دیں جیسا کہ یورپ اور امریکہ میں ہوتا ہے۔ خصوصی نمائندگی تو ان کی توہین اور ان کی صلاحیت اور اہلیت سے انکار کے مترادف ہے۔ اگر مغرب کی تقلید کرنی ہی ہے اور معاشرہ میں عورت کا رول بڑھانا ہے تو اس کے لئے ہمیں اپنے علاقے کے ماحول' اس کی روایات اور سب سے بڑھ مسلمان ہونے کے ناطے شرعی احکامات کو مدنظر رکھنا ہوگا۔

گراس روٹ لیول سے جمہوریت کے آغاز کے حوالے سے ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ ہر فوجی حکمران نے یہ راستہ اس لئے اختیار کیا کہ ٹاپ لیول پر اس کا اپنا اقتدار ہوتا ہے اور وہ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ایوب خان نے بھی بنیادی جمہوریت کا ڈول ڈالا تھا لیکن جاتے وقت خود سب کچھ اپنے ہاتھوں سے ختم کر کے گئے۔ ضیاء الحق نے غیر جماعتی کونسلروں کا انتخاب کروا کر قوم کو برادریوں میں تقسیم کیا اور انتخابات کو دولت کا کھیل بنادیا۔ اب مشرف حکومت زمین ہموار کئے بغیر اقتدار کی منتقلی نچلی سطح تک چاہتی ہے' اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ (جاری ہے)

نیوکلیئر پاکستان، امریکہ کے لئے بدترین خواب

تحریر : رعنا ہاشم خان

نیوکلیئر پاکستان "امریکہ کے لئے بدترین بھیانک خواب" اتوار ۱۵/ اکتوبر ۲۰۰۰ء کی شام امریکی ٹی وی نے اپنے چینل CBS سے نشر ہونے والے مشہور ہفتہ وار پروگرام 60 minutes سے میں کہا ہے کہ اب وقت آچکا ہے کہ پاکستان بہت جلد امریکہ کے لئے بدترین بھیانک خواب کا ٹائٹل حاصل کر لے۔ اس پروگرام کو ٹیلی کاسٹ کرتے وقت بیک گراؤنڈ میں پاکستانی پرچم کو پاکستان میزائلوں کے گھیرے میں دکھایا گیا اور پرچم پر جلی حرف میں "America's Worst Nightmare" کے الفاظ لکھے گئے تھے، جس کا ترجمہ امریکہ کا بدترین بھیانک خواب کیا جا سکتا ہے۔ پروگرام کا لب لباب یہ تھا کہ نیوکلیئر پاکستان امریکہ کے لئے بدترین بھیانک خواب کا روپ دھار چکا ہے اور امریکہ اس وقت پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام کے باعث اپنے دور کا بدترین خواب دیکھنے پر مجبور ہے۔ پروگرام کے میزبان کا کہنا تھا کہ پاکستان کہ جہاں لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں، تعلیم عام نہیں، جہاں لوگوں کی اکثریت ٹیکس نہیں دیتی، مکمل طور پر دیوالیہ ملک جس کا منتخب وزیراعظم جیل میں ہے، جس کی قیادت محفوظ نہیں ہے لیکن میزائلوں اور نیوکلیئر بموں کا مالک ہے۔ نیز یہ بھی کہا گیا کہ پاکستان کی فوجی قیادت اس وقت مذہبی انتہا پسندوں کے گھیرے میں موجود ہے کہ پاکستان کی نیوکلیئر پاور پر یہ انتہا پسند کنٹرول حاصل کر لیں۔ دوران پروگرام کئی افراد کے انٹرویوز بھی دکھائے گئے۔ مولانا سمیع الحق کا نہ صرف Steve kroft کے ساتھ انٹرویو دکھایا گیا ہے بلکہ ان کے اسکول کی ویڈیو بھی دکھائی گئی۔ اور یہ کہا گیا کہ مولانا سمیع الحق کی پارٹی کے لوگ اور اسکول کے طالب علم کھلم کھلا امریکہ کو مطلوب دہشت گرد اسامہ بن لادن کی تعریف کرتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق جن کے بارے میں امریکہ کو یہ یقین ہے کہ وہ امریکہ کے دونوں سفارت خانوں میں ہونے والے بم دھماکوں میں ملوث ہیں، دورانِ انٹرویو پاکستان کے نیوکلیئر بم کو Islamic Bomb کہنے پر احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ یہ اصطلاح ہمارے لئے باعث تکلیف ہوتی ہے، ساتھ ہی انہوں نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ اگر ایٹمی ہتھیاروں کی باگ ڈور مذہبی لیڈروں کے ہاتھ آجائے تو اس سے خطہ میں امن اور تحفظ کو پروموٹ کرنے میں کافی مدد ملے گی۔ پروگرام میں لشکر طیبہ کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا کہ یہ دہشت گردی میں ملوث ہیں۔ حرکت المجاہدین کے مولانا فضل الرحمان خلیلی سے جب یہ پوچھا گیا کہ کیا آپ پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام کو Support کرتے ہیں تو انہوں نے کہ جواب دیا کہ جی! بالکل Support کرتے ہیں، جب امریکہ نیوکلیئر پاور رکھ سکتا ہے تو پاکستان بھلا کیوں نہیں رکھ سکتا؟

فیڈریشن آف امریکن سائنٹسٹ کے John Pike نے کہا کہ پاکستان کا نیوکلیئر پروگرام واشنگٹن کی توقعات سے کہیں آگے ہے۔ اس وقت پاکستان کے پاس ۲۵ سے ۳۵ کے لگ بھگ نیوکلیئر وار ہیڈ موجود ہیں۔ جو کسی بھی بڑی نیوکلیئر جنگ کے لئے کافی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان بھارت کو یہ کہہ کر دھوکا دیتا ہے کہ ہم نے ایٹمی صلاحیت اپنے تحفظ کے لئے حاصل کی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان نے بھارت کے ہر بڑے

مکتوب شکاگو

شہر کو اپنے بلاسٹک میزائلوں کی زد پر رکھا ہوا ہے۔

ایک انٹرویو پاکستان کے چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کا بھی تھا۔ چیف آف سٹاف نے یہ بھی کہا کہ پاکستان ایک اعتدال پسند اسلامی ملک ہے جہاں آج تک کوئی مذہبی پارٹی اسمبلی میں نشستیں حاصل نہیں کر سکی۔

امریکہ کی سنٹرل کمانڈ فورسز کے سابق سربراہ کمانڈر ان چیف جنرل انتھونی زینی جن کے دائرہ کار میں وہ تمام علاقہ آتا ہے جس میں پاکستان واقع ہے، نے کہا کہ پاکستان کے چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف امریکہ کے لئے آخری امید ہیں جو ایٹمی صلاحیت کو محفوظ ہاتھوں میں رکھ سکتے ہیں، اگر جنرل پرویز مشرف ناکام ہو گئے تو پاکستان کا نیوکلیئر بم انتہا پسند عناصر کے ہاتھوں میں ہو گا اور پھر جو صورت حال پیش آسکتی ہے وہ سب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ انہوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ پاکستان میں بنیاد پرست مذہبی قوتیں بہت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہیں اور مستقبل میں اس کا امکان موجود ہے کہ وہ نیوکلیئر پروگرام پر مکمل دسترس حاصل کر لیں گی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت دنیا بھر میں کوئی ایسا ملک نہیں ہے جہاں ایک لاکھ سے زائد مسلح تربیت یافتہ بنیاد پرست موجود ہوں، لہٰذا یہ لوگ ایٹمی ہتھیاروں پر کنٹرول حاصل کرنے میں کوئی دشواری محسوس نہیں کریں گے۔

امریکہ جس کو بلی کی طرح خواب میں چھچھڑے دیکھنے کا بہت شوق ہے، ان شاء اللہ جلد ہی اپنی اخلاقی تنزلی کے باعث ایک ایسی تباہی سے دوچار ہونے والا ہے جس کو کوئی بھی قلم لکھنے سے قاصر ہو گا، آج کل پاکستان اور اس کے عوام کو مایوس اور بددل کرنے کی کوششوں زور و شور سے مصروف ہے۔ امریکہ جو صاف واشگاف الفاظ میں پاکستان کو اپنے لئے "غیر اہم" قرار دے چکا ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ پاکستان تو پھر بھی ماشاء اللہ نیوکلیئر پاور ہے۔ لیکن اہل ایمان تو بے سروسامانی کے عالم میں بھی گھبرایا نہیں کرتے۔ نظر ڈالئے ذرا آج یروشلم پر، صرف پتھروں سے اسرائیلیوں کے اسلحے سے نکلتے "امن" کا مقابلہ کیا جا رہا ہے۔

اب ایسے وقت میں جبکہ بھارت نے کنٹرول لائن پر جھڑپیں بڑھا دی ہیں، کشمیری عوام پر ان انسانیت سوز مظالم میں اضافہ کر دیا گیا ہے، وطن عزیز میں "را" کے زیر سایہ دہشت گردی اور تخریب کاری میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے، ہم بجائے بقول قائداعظم منظم قوت بننے کے آپس میں اختلافات بڑھا رہے ہیں۔ ہم بھول گئے ہیں کہ قومیں جب سویا کرتی ہیں تو ان کے دشمن جاگا کرتے ہیں۔ اس قت نیوکلیئر پاکستان، یہود، ہنود، ونصاریٰ کے دلوں میں خنجر کی طرح گڑا ہوا ہے اور ہماری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں لیکن ہم امانت میں خیانت کے مرتکب ہوئے بیٹھے ہیں، جی ہاں! یہ خیانت نہیں ہے تو اور کیا ہے کہ ہم نے پاکستان جس اللہ کی حاکمیت قائم کرنے کے لئے حاصل کیا تھا، احکامِ شریعت کے نفاذ کو اپنی منزلِ مقصود بنایا تھا، آج ہم اس کو یکسر بھلا کر سود اور نفاق میں گوڈے گوڈے ڈوبے ہوئے ہیں۔ بجائے اللہ کے تشکر کے طور پر ہم اس سے کئے گئے وعدے کو پورا کرتے، ہم نے الٹا صداقت، عہد اور امانت کی نگہبانی کے تمام سبق بھلا دیئے۔

ارشاد ربانی ہے :

"اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اور زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے، ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں تباہ نہ کر دیں تو اللہ نے تم کو ٹھکانہ دیا اور تم کو اپنی مدد سے قوت بخشی اور تم کو طیب چیزیں عطا کیں تاکہ تم شکر کرو۔ اہل ایمان! نہ تو اللہ اور رسول کی اس امانت میں خیانت کرو اور نہ ہی اپنی امانتوں (قابل حفاظت چیزوں)

میں خلل ڈالو اور تم ان باتوں کو جانتے ہو"۔ (الانفال)

ذرا غور فرمایئے قرآن مجید ہمیں کیا باور کرا رہا ہے؟ کیا جب ہم ہندو کے نرغے میں اپنے دین کو قائم رکھنے پر مجبور تھے تو ہم کو اللہ تعالیٰ نے پاکستان بطور ٹھکانہ نہیں عطا فرمایا تھا؟ پھر کیا معجزے کے طور پر ہم اللہ کی مدد سے قوت کے مالک نہیں بنے' نیوکلیئر پاور کی صورت میں؟ ہم کو ہمارے وطن میں وسائل کی فراوانی طیب چیزوں کی شکل میں عطا نہیں ہوئی تاکہ ہم قناعت کریں اور اپنی معاشی' اقتصادی ترقی اور ٹیکنالوجی کے لئے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے قدموں میں گرنے کے بجائے اپنے وسائل کو ترقی دیں۔ لیکن نہ تو ہم نے اللہ کو دی گئی نعمتوں کو شکر ادا نہ کیا اور نہ ہی امانت کی حفاظت کی۔ ایٹمی قوت بن جانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب ہم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جائیں' بلکہ اب تو ہم کو انتہائی چوکس رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ کفر پر ہم نے نیوکلیئر پاور بن کر الحمدللہ اپنی ہیبت قائم کردی ہے' اور یہی ہیبت ہے جو آج کفر بڑھ چڑھ کر ہم پر دہشت گردی کے الزامات لگا رہا ہے۔

کوئی بات نہیں کفر اپنی چال چلتا رہے' اللہ اپنی چال چلے گا' لیکن پہلے ہمیں اپنا حال بدلنا ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت کو نہیں بدلے"۔ (الرعد)

لہٰذا اگر اب بھی ہم نفاق' سود' خیانت اور شرک کو چھوڑ کے بقول امیر تنظیم اسلامی اجتماعی توبہ کرلیں تو یقین کریں کہ امریکہ کی تمام پیش گوئیاں' یہود کی تمام سازشیں اور ہنود کی تمام چالیں جھاگ کی مانند بیٹھ جائیں گی۔ (انشاء اللہ)

ماہانہ دعوت فورم

جمعہ ۲۰ اکتوبر بعد نماز مغرب ۶:۳۰ بجے

بمقام دفتر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی

۸۶۶۔ این پونچھ روڈ سمن آباد لاہور میں بعنوان

اسلام کا معاشرتی نظام

جناب عبدالرزاق (امیر تنظیم اسلامی لاہور شمالی) کی زیر صدارت

ماہانہ دعوت فورم کا انعقاد ہو رہا ہے

دیگر مقررین میں

مولانا خورشید گنگوہی (خطیب جامع مسجد پونچھ ہاؤس)

جناب شاہد ریاض خان (سائیکالوجسٹ کنسلٹنٹ)

اور جناب شعیب نذیر (الیکٹریکل انجینئر) شامل ہیں

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں (نعیم اختر عدنان)

☆ پاکستان نہ بنتا تو آج مسلمان علاقے کی بڑی قوت ہوتے۔ (الطاف حسین)

○ خدانخواستہ اگر ایسا ہو گیا ہوتا تو آپ شاید "نان پکوڑے" فروخت کر رہے ہوتے۔

☆ مہذب دنیا کو اسرائیلی مظالم کی مذمت کرنی چاہئے۔ (صدر مملکت رفیق تارڑ)

○ جناب صدر! وہ "مہذب دنیا" ہے کہاں جس سے آپ مطالبہ کر رہے ہیں۔

☆ جنرل مشرف اور ان کے ساتھی اپنی ہر پالیسی کو درست سمجھتے ہیں۔ (وائس آف امریکہ)

○ یہ تیسری دنیا کے حکمران طبقات کا مشترکہ روگ ہے۔

☆ اسرائیل صرف بندوق کی زبان سمجھتا ہے۔ (جامع الازہر کا فتویٰ)

○ اس لئے تمام عرب ممالک کو اسرائیل کے خلاف جنگ کا اعلان کر دینا چاہئے۔

☆ عوام کاروں کی بجائے سائیکلیں استعمال کریں۔ (چینی حکومت)

○ ہمارے ہاں اداکار صرف اداکاراؤں کو "بہہ جا سائیکل تے" کی دعوت دے رہے ہیں۔

☆ جاوید جبار کے بعد عمر اصغر خان ہمارا اگلا نشانہ ہے۔ (جماعت اسلامی)

○ لہٰذا کچھ دیر مزید انتظار فرمایئے۔

☆ سیاسی کلچر نہ بدلا تو آئندہ بھی ۱۲/۱۰ اکتوبر جیسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ (راجہ ظفر الحق)

○ راجہ صاحب نہ جانے یہ "نصیحتیں" کس کو کر رہے ہیں۔

☆ شاہدرہ پولیس مسلم لیگی کارکنوں کے ساتھ صدقے کے بکرے بھی "گرفتار" کر کے لے گئی۔

○ ہو سکتا ہے ان "سیاسی بکروں" کو پولیس مقابلہ میں باقاعدہ "ذبح" بھی کر دیا گیا ہو۔

☆ رائے ونڈ میں ایک میل لمبا کچن بھی بنا سکتی ہوں۔ (بیگم کلثوم نواز)

○ بیگم صاحبہ اس کچن کی "چوڑائی" بھی بتا دیتیں تو کیا ہی اچھا ہوتا!

☆ نواز شریف فارغ وقت میں تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔ (ایک خبر)

○ شاید نواز شریف اس تسبیح پر "جل توں جلال تو' پرویز مشرف نوں ٹال توں" پڑھتے ہوں۔

☆ یہ حکومت بھی ناکام ہو گئی تو انقلاب کی راہ ہموار ہو جائے گی۔ (حکومتی عہدیدار)

○ آپ کے منہ میں گھی شکر۔

☆ سارے جرنیل کرپٹ نہیں۔ (فاروق آدم)

○ گویا بعض جرنیل بھی کرپٹ ہیں!

☆ قادیانی دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ (مرزا طاہر احمد)

○ قادیانیوں کا دعاؤں کے ساتھ کیا تعلق' اس ٹولہ کو تو بددعائیں ہی زیب دیتی ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے آئندہ ہفتہ کے پروگرام

خطاباتِ عام

☆ گوجر خان 23۔ اکتوبر' بعد نماز مغرب بمقام: سول کلب ہال نزد سول ہسپتال

☆ مری 24۔ اکتوبر' دوپہر 15 : 2 بمقام: آرٹس کونسل' مری

☆ پشاور 25۔ اکتوبر' بعد نماز مغرب بمقام: جامعہ اشرفیہ' اشرفیہ روڈ

☆ لاہور 27۔ اکتوبر' بعد نماز عشاء بمقام: جامعہ صدیقیہ' توحید پارک' گلشن راوی

مزید برآں —— ہر اتوار کو صبح 10 بجے قرآن آڈیٹوریم لاہور میں سلسلہ وار دروس قرآن اور ہر جمعہ کو مسجد دارالسلام نماز جمعہ سے قبل خطاب کے پروگرام معمول کے مطابق جاری ہیں۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں (نعیم اختر عدنان)

☆ پاکستان نہ بنتا تو آج مسلمان علاقے کی بڑی قوت ہوتے۔ (الطاف حسین)
○ خدانخواستہ اگر ایسا ہو گیا ہوتا تو آپ شاید "نان پکوڑے" فروخت کر رہے ہوتے۔
☆ مہذب دنیا کو اسرائیلی مظالم کی مذمت کرنی چاہئے۔ (صدر مملکت رفیق تارڑ)
○ جناب صدر! وہ "مہذب دنیا" ہے کہاں جس سے آپ مطالبہ کر رہے ہیں۔
☆ جنرل مشرف اور ان کے ساتھی اپنی ہر پالیسی کو درست سمجھتے ہیں۔ (وائس آف امریکہ)
○ یہ تیسری دنیا کے حکمران طبقات کا مشترکہ روگ ہے۔
☆ اسرائیل صرف بندوق کی زبان سمجھتا ہے۔ (جامع الازہر کا فتویٰ)
○ اس لئے تمام عرب ممالک کو اسرائیل کے خلاف جنگ کا اعلان کر دینا چاہئے۔
☆ عوام کاروں کی بجائے سائیکلیں استعمال کریں۔ (چینی حکومت)
○ ہمارے ہاں اداکار صرف اداکاراؤں کو "بہہ جا سائیکل تے" کی دعوت دے رہے ہیں۔
☆ جاوید جبار کے بعد عمر اصغر خان ہمارا اگلا نشانہ ہے۔ (جماعت اسلامی)
○ لہٰذا کچھ دیر مزید انتظار فرمایئے۔
☆ سیاسی کلچر نہ بدلا تو آئندہ بھی ۱۲/اکتوبر جیسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ (راجہ ظفر الحق)
○ راجہ صاحب نہ جانے یہ "نصیحتیں" کس کو کر رہے ہیں۔
☆ شاہدرہ پولیس مسلم لیگی کارکنوں کے ساتھ صدقے کے بکرے بھی "گرفتار" کر کے لے گئی۔
○ ہو سکتا ہے ان "سیاسی بکروں" کو پولیس مقابلہ میں باقاعدہ "ذبح" بھی کر دیا گیا ہو۔
☆ رائے ونڈ میں ایک میل لمبا کچن بھی بنا سکتی ہوں۔ (بیگم کلثوم نواز)
○ بیگم صاحبہ اس کچن کی "چوڑائی" بھی بتا دیتیں تو کیا ہی اچھا ہوتا!
☆ نواز شریف فارغ وقت میں تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔ (ایک خبر)
○ شاید نواز شریف اس تسبیح پر "جل توں جلال تو' پرویز مشرف نوں ٹال توں" پڑھتے ہوں۔
☆ یہ حکومت بھی ناکام ہو گئی تو انقلاب کی راہ ہموار ہو جائے گی۔ (حکومتی عہدیدار)
○ آپ کے منہ میں گھی شکر۔
☆ سارے جرنیل کرپٹ نہیں۔ (فاروق آدم)
○ گویا بعض جرنیل بھی کرپٹ ہیں!
☆ قادیانی دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ (مرزا طاہر احمد)
○ قادیانیوں کا دعاؤں کے ساتھ کیا تعلق' اس ٹولہ کو تو بددعائیں ہی زیب دیتی ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے آئندہ ہفتہ کے پروگرام

خطاباتِ عام

☆ گوجر خان 23۔ اکتوبر' بعد نماز مغرب بمقام : سول کلب ہال نزد سول ہسپتال
☆ مری 24۔ اکتوبر' دوپہر 2:15 بمقام : آرٹس کونسل' مری
☆ پشاور 25۔ اکتوبر' بعد نماز مغرب بمقام : جامعہ اشرفیہ' اشرفیہ روڈ
☆ لاہور 27۔ اکتوبر' بعد نماز عشاء بمقام : جامعہ صدیقیہ' توحید پارک' گلشن راوی

مزید برآں —— ہر اتوار کو صبح 10 بجے قرآن آڈیٹوریم لاہور میں سلسلہ وار دروس قرآن اور ہر جمعہ کو مسجد دارالسلام نماز جمعہ سے قبل خطاب کے پروگرام معمول کے مطابق جاری ہیں۔

میں خلل ڈالو اور تم ان باتوں کو جانتے ہو"۔ (الانفال)

ذرا غور فرمایئے قرآن مجید ہمیں کیا باور کرا رہا ہے؟ کیا جب ہم ہندو کے نرغے میں اپنے دین کو قائم رکھنے پر مجبور تھے تو ہم کو اللہ تعالیٰ نے پاکستان بطور ٹھکانہ نہیں عطا فرمایا تھا؟ پھر کیا معجزے کے طور پر ہم اللہ کی مدد سے قوت کے مالک نہیں بنے' نیوکلیئر پاور کی صورت میں؟ ہم کو ہمارے وطن میں وسائل کی فراوانی طیب چیزوں کی شکل میں عطا نہیں ہوئی تاکہ ہم قناعت کریں اور اپنی معاشی' اقتصادی ترقی اور ٹیکنالوجی کے لئے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے قدموں میں گرنے کے بجائے اپنے وسائل کو ترقی دیں۔ لیکن نہ تو ہم نے اللہ کو دی گئی نعمتوں کو شکر ادا نہ کیا اور نہ ہی امانت کی حفاظت کی۔ ایٹمی قوت بن جانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب ہم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جائیں' بلکہ اب تو ہم کو انتہائی چوکس رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ کفر پر ہم نے نیوکلیئر پاور بن کر الحمدللہ اپنی ہیبت قائم کر دی ہے' اور یہی ہیبت ہے جو آج کفر بڑھ چڑھ کر ہم پر دہشت گردی کے الزامات لگا رہا ہے۔

کوئی بات نہیں کفر اپنی چال چلتا رہے' اللہ اپنی چال چلے گا' لیکن پہلے ہمیں اپنا حال بدلنا ہو گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت کو نہیں بدلے"۔ (الرعد)

لہٰذا اگر اب بھی ہم نفاق' سود' خیانت اور شرک کو چھوڑ کے بقول امیر تنظیم اسلامی اجتماعی توبہ کر لیں تو یقین کریں کہ امریکہ کی تمام پیش گوئیاں' یہود کی تمام سازشیں اور ہنود کی تمام چالیں جھاگ کی مانند بیٹھ جائیں گی۔ (انشاء اللہ)

ماہانہ دعوت فورم

جمعہ ۲۰ اکتوبر بعد نماز مغرب ۶:۳۰ بجے

بمقام دفتر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی

۸۶۶۔ این پونچھ روڈ سمن آباد لاہور میں بعنوان

اسلام کا معاشرتی نظام

جناب عبدالرزاق (امیر تنظیم اسلامی لاہور شالی) کی زیر صدارت

ماہانہ دعوت فورم کا انعقاد ہو رہا ہے

دیگر مقررین میں

مولانا خورشید گنگوہی (خطیب جامع مسجد پونچھ ہاؤس)

جناب شاہد ریاض خان (سائیکالوجسٹ کنسلٹنٹ)

اور جناب شعیب نذیر (الیکٹریکل انجینئر) شامل ہیں

حضرت عمر فاروقؓ کا دورہ فلسطین

ہمارے حکمرانوں کے لئے ایک مثال

تحریر : مرزا ندیم بیگ

موجودہ حکومت اپنی ایک سالہ مدت پوری کر چکی ہے جس پر حکومتی حلقے کامیابیوں کے شادیانے بجا رہے ہیں اور مخالفین حکومتی ناکامیوں کو بے نقاب کرنے میں مصروف ہیں۔ حکومت کی کارکردگی کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا رہا ہے اور لکھا جائے گا مگر جنرل مشرف نے اپنی حکومت کے ایک سال میں جو ریکارڈ قائم کیا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے ۳۴۸ دنوں میں ۲۲ ممالک کے دورے کئے ہیں۔ اور ان دوروں کا مقصد ملکی معیشت کی بحالی نہیں بلکہ محض اپنی حکومت کو بین الاقوامی برادری میں تسلیم کرانا تھا۔ جنرل پرویز مشرف کے یہ دورے اس اعتبار سے ریکارڈ ہیں کہ انہوں نے اپنے سے پہلی دو حکومتوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ میاں محمد نواز شریف نے ۳۲ ماہ میں ۲۶ ممالک اور بے نظیر بھٹو نے ۳۵ ماہ میں ۳۰ ملکوں کے دورے کئے تھے' اس حساب سے جنرل پرویز مشرف کے دوروں کی اوسط قریباً ایک ماہ کے چار دن بنتے ہیں۔

ان دوروں میں قابل ذکر دورہ یو این او کے سمٹ اجلاس کا تھا جس میں آپ کے ہمراہ ۱۲۰ افراد کی فوج تھی۔ جنرل صاحب نے یہ دورہ پی آئی اے کی کمرشل فلائیٹ کے ذریعے کیا تھا۔ اس کمرشل فلائیٹ کے مسافروں کی جو درگت بنی وہ صرف وہی جانتے ہیں۔

ہمارے حکمران خواہ ٹوپی والے ہوں' روٹی کپڑے والے ہوں یا اسلام کا ورد کرنے والے ہوں سب نے عوام کے ساتھ ہمدردی اور محبت زبانی جمع خرچ تک محدود رکھی ہے۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کے دوروں اور سیر سپاٹوں کے نتیجے میں ملکی معیشت کی گاڑی کا انجن روز بروز بیٹھتا جا رہا ہے۔ اور اس سے پیدا ہونے والے بوجھ سے عوام الناس کا کچومر نکلتا جا رہا ہے۔ مگر حضور نبی اکرم ﷺ کی مبارک جدوجہد کے نتیجے میں جو نظام قائم ہوا اس میں عوام کو جو سکھ چین نصیب ہوا اس کا آج کسی نظام میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر کہیں اس کی جھلک موجود ہے تو وہ صرف ان سنہری اصولوں کو اختیار کرنے کی وجہ سے ہے جن کا عملی نمونہ محمد عربی ﷺ اور ان کے خلفاءِ راشدین نے قائم کیا تھا۔

چونکہ ذکر حکمرانوں کے دوروں کا ہو رہا ہے تو اس ضمن میں خلیفہ راشد اور فاتح عالم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مثال پیش خدمت ہے کہ جب آپؓ نے بیت المقدس کا دورہ کیا۔ اور یہ دورہ سیر سپاٹے یا تفریح کے لئے نہیں تھا بلکہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل دورہ تھا کہ آپؓ بیت المقدس فتح ہونے کے بعد اس کا چارج لینے کے لئے فاتح کی حیثیت سے جا رہے تھے اور یہ دورہ اتنا سادہ تھا کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ خلافت راشدہ میں حکمرانوں کی یہی سادگی تھی کہ جس کی وجہ سے عوام کی زبانوں پر کبھی ان کے بارے میں کوئی شکوہ نہیں آیا تھا' کیونکہ وہ تو اپنی زندگی کو اس سطح پر گزارتے تھے جو سطح عوامی زندگی کی تھی۔ اس دورے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک خادم اور

گوشہ خلافت

سفر کے لئے کچھ سامان اور ایک اونٹ تھا۔ سفر شروع ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خادم سے اونٹ پر بیٹھنے کی باری طے کر لی' کچھ راستے آپؓ اونٹ پر بیٹھتے اور نکیل خادم کے ہاتھ میں ہوتی اور کچھ راستے خادم اونٹ پر بیٹھتا اور نکیل آپؓ کے ہاتھ میں ہوتی اور جب بیت المقدس میں داخل ہوئے تو خادم کی باری اونٹ پر بیٹھنے کی تھی۔ خادم نے کافی منت سماجت کی کہ حضرت آپؓ اونٹ پر بیٹھ جایئے میں نکیل پکڑتا ہوں' اگر میں اوپر بیٹھا رہا تو لوگ کیا کہیں گے' مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی بات ماننے کی بجائے صاف انکار کر دیا اور جب بیت المقدس میں داخلہ ہوا تو خادم اونٹ پر بیٹھا تھا اور نکیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی' اور یہ منظر دیکھ کر بیت المقدس کے عوام دنگ رہ گئے۔

ہمارے حکمران اپنے دورے حکومتوں کو تسلیم کرانے اور معیشت کی بحالی کے نام پر قرضوں کی بھیک مانگنے کے لئے کرتے ہیں اور ان کے بھیک مانگنے کے مقاصد کے لئے ہونے والے دوروں میں جس شان و شوکت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اس شان و شوکت کو دیکھ کر بھیک دینے والے ملک بھی پریشان ہو جاتے ہیں۔

قارئین کرام' اللہ کے عطا کردہ نظامِ خلافت میں "سید القوم خادمهم" یعنی قوم کا سردار اپنی قوم کا خادم ہوتا ہے' جبکہ موجودہ نظام میں عوام نام نہاد آزادی کے باوجود غلاموں کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ اگر نظام خلافت کی برکات سے مستفید ہونا ہے تو اس کے لئے ہمیں اپنے نظام کو خلافت کے نظام میں ڈھالنا ہوگا تو اسی کے نتیجے میں ہماری دنیاوی اور اُخروی زندگی کامیاب ہو گی اور یہی ہماری زندگی کا مقصد ہے کہ ہم اپنی زندگی کو اللہ کے احکامات کے تابع کر دیں۔ اور نظام خلافت کا غلبہ محض دعوت و تبلیغ اور انتخابی کشاکش کے نتیجے میں نہیں ہو سکتا' اگر یہ [illegible] منہج انقلاب نبویؐ کو اختیار کرنے سے ہو گا۔ اور یہی [illegible] پاکستان کے وجود کی بنیاد تھا جسے ہم پورا نہ کر کے اللہ کے [illegible] اور اس جرم کا کفارہ اسی کے غلبہ سے ہو گا ورنہ [illegible] وقت پاکستانی قوم کی ہے وہ نہ صرف برقرار رہے [illegible] سے بدتر ہوتی چلی جائے گی۔

بقیہ : افہام و [illegible]

صحابی نے محسوس کیا کہ [illegible] مجھے معاف نہیں کر رہے لہٰذا وہ زمین پر لیٹ گئے اور اپنا ایک گال زمین پر رکھ کر کہا کہ میرے دوسرے گال پر اپنا پاؤں رکھ کہو کہ میں نے تمہیں معاف کیا تو مجھے یقین ہو گا کہ تم نے واقعی مجھے معاف کر دیا ہے۔ یہ کیفیت تو یقیناً اسی انسان کی ہو سکتی ہے جسے محاسبہ اخروی کا احساس ہو۔ تب ہی وہ اس کی تلافی کے لئے کوششیں' خوشامد اور منت سماجت کرے گا۔

صرف یہ کہنا کہ "مجھے معاف کر دیں" جیسے کہ کبھی کبھی پولیس والے بھی معافی مانگ لیتے ہیں' یہ معافی نہیں

س: مرنے سے کتنی دیر پہلے تک توبہ کا دروازہ کھلا [illegible]

ج: اللہ کا بندہ جب بھی توبہ کرے اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ موت سے پہلے جبکہ ابھی تک موت کے آثار شروع نہ ہوئے ہوں یعنی ابھی سانس میں وہ غرغراہٹ نہ ہوئی ہو جو نزع کی حالت میں ہوتی۔ اس کیفیت سے قبل اگر توبہ کر لی جائے تو وہ قابل قبول ہوتی ہے۔

(مرتب : انور کمال میو)

کیبل آپریٹرز کے لئے سعادت

رمضان المبارک کے دوران ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ترجمہ و مضامین قرآن کی ریکارڈنگ نشر کر کے خدمتِ قرآن کی سعادت حاصل کرنے کے لیے رابطہ فرمائیں

انجمن خدام القرآن سندھ کراچی

فون: 021-5854036 , 021-5855219
021-4993465 , 021-4993464

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

خواتین (لندن) کے زیر اہتمام قحط سے متاثرہ علاقوں میں خوراک کی تقسیم

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لندن (انگلستان) شاخ نے خشک سالی سے متاثر اپنے بھائیوں کی امداد کے لئے ۱۳۰۰ پاؤنڈ جناب امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد کو بھجوائے۔ ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن جناب قمر سعید قریشی صاحب نے راقم سے رابطہ کیا اور جائزہ کے بعد یہ طے ہوا کہ خیرپور ناتھن شاہ تحصیل ضلع دادو کے کاچھے کے کچھ علاقوں میں جہاں ابھی تک حکومت یا غیر سرکاری ملکی یا بیرونی کسی ادارہ کی خاطر خواہ امداد نہیں پہنچی وہاں اس رقم سے خوردنی اشیاء خرید کر متاثرین تک پہنچائی جائیں۔

کاچھا جو سندھ بلوچستان کے پہاڑی سلسلے اور نہری آباد علاقہ کے درمیان واقع ہے۔ یہاں اکثر پانی کی کمی رہتی ہے اس سال ایک قطرہ بھی پانی ان کو نہیں ملا۔ سکھر سے ۵۲۷ تھیلے آٹا' چینی' گھی اور دالیں ڈال کر بنائے گئے۔ راقم' منظور لاکھیر اور اسرار احمد کے ہمراہ سامان کا ٹرک لے کر ۲۵ ستمبر کو خیرپور ناتھن شاہ پہنچے اور ڈاکٹر علی خان لغاری نقیب اسرہ پھلی داود کے بھائی محمد متمل' ڈاکٹر اعظم چانڈیو (رفیق) اور حاجن چند (رفیق) کی معیت میں متاثرہ علاقوں کی طرف گئے۔ بیگو دیرو' ھنگر' کڑیو' قمر' میر حسن اور کئی منسلک بستیوں میں خوردنی سامان تقسیم کیا گیا اور ان لوگوں کو دین کی دعوت بھی دی گئی۔ صبح دس بجے کام شروع ہوا اور پانچ بجے شام تک چلتا رہا۔

(رپورٹ : غلام محمد سومرو)

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے زیر اہتمام ماہانہ دعوت فورم

ماہ ستمبر کا دعوت فورم ۱۵ ستمبر کو بعنوان "استحکام اور دفاع پاکستان" بعد نماز مغرب دفتر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی میں زیر صدارت ڈاکٹر عبدالخالق ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض اعجاز خان ناظم لاہور جنوبی نے ادا کئے۔ پروگرام کے آغاز میں حافظ جمیل بھٹی نے تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ پیش کیا۔ پہلے مقرر جناب عمر زمان صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ پاکستان کے استحکام کے لئے معیشت کا استحکام ایک لازمی عنصر ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنی بنیاد یعنی اسلام کو مضبوط نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ ہمارے پڑھے لکھے لوگ بھی انتشار کا شکار نظر آتے ہیں اور ان حالات میں پاکستان کا ایٹمی طاقت بن جانا خالصتاً اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ جنرل ایم ایچ انصاری نے اپنے خطاب میں ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۶۵ء میں فوج کے ساتھ عوام بھی شانہ بشانہ شامل تھے جبکہ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں فوج کی پشت پر عوام نہیں تھی لہٰذا جنگ ہار گئے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہم نے کامیابی پر اللہ کا شکر ادا نہیں کیا بلکہ ہم گانوں' ترانوں اور ناچ کی شکل میں ۶ ستمبر کا دن کو مناتے ہیں۔ نتیجتاً ۱۷ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ملک ٹوٹ گیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جس کی دنیا میں کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ اللہ کے ہاں اس ملک کی خراب صورتحال کے ذمہ دار حکومت یا ادارے نہیں بلکہ پاکستان کا ہر فرد ذمہ دار ہے کیونکہ اس کے استحکام کے لئے جو وہ کر سکتا تھا نہیں کیا۔ اس وقت اللہ ہمارا پشت پناہ نہیں ہے کیونکہ ہم نے اس کے ساتھ وعدہ خلافی کی ہے اور سود کی شکل میں اللہ اور رسول کے ساتھ اعلان جنگ کیا ہوا ہے۔ ایسی صورت میں نصرت خداوندی کیسے آئے گی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور تجدید عہد کریں۔ ورنہ جب اللہ کا عذاب آتا ہے تو نیک اور بد سب اس کی زد میں آجاتے ہیں۔ آخر میں صدر مجلس ڈاکٹر عبدالخالق نے سورۃ انفال کی آیت ﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ . . ﴾ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں ہدایت ہے کہ اپنا ساز و سامان اور گھوڑے تیار رکھو تاکہ دشمن پر تمہاری دھاک بیٹھ جائے مگر ہماری کیفیت یہ ہے کہ اپنے بجٹ کا بیشتر حصہ دفاع پر خرچ کرنے کے باوجود غیر قوموں سے ڈرے ہوئے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ اگر غیر ملکی امداد حاصل نہ ہو تو ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری ناکامی کی وجہ ملک پاکستان میں اللہ کے دین کو قائم اور نافذ نہ کرنا ہے اور اگر اس کے لئے اپنے تن من دھن قربان کر دیں تو دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوں گے۔

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام خٹک میں شب بسری

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام شب بسری پروگرام بمقام خٹک جامع مسجد خویشگی پایاں میں ہوا۔ ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی جناب غلام اللہ خان حقانی کو اس پروگرام میں بطور [illegible] مدعو کیا گیا تھا۔ چنانچہ آپ قبل از عصر نوشہرہ پہنچے۔ جہاں سے آپ نصر اللہ' محمد عامر اور راقم کی رفاقت میں خویشگی کے لئے روانہ ہوئے۔ بعد از نماز عصر شب بسری پروگرام کا پہلا بیان خضر حیات نے دیا۔ موضوع تھا "دین اور مذہب کا فرق"۔ آپ نے بلیک بورڈ کے ذریعہ دین و مذہب کے فرق کو جامع انداز میں بیان کیا۔ اس بیان کے بعد مولانا غلام اللہ خان حقانی نے جامع مسجد کے پیش امام مولانا محمد عبد اللہ اور مولانا محمد فاروق سے بین الاقوامی حالات و واقعات اور علماء کرام کی ذمہ داری کے موضوع پر بات چیت کی۔ آپ نے وقت کی اہم ضرورت' علماء کی جدید دور کے مسائل تک رسائی اور ان کے حل کے لئے مسلکی اختلافات کو بھلا کر ایک ہونے کی کوشش کرنے کی درخواست کی۔

نماز مغرب کے بعد مولانا حقانی نے جدید دور کا چیلنج اور قرآن حکیم کے موضوع پر بیان کیا۔ آپ نے ملحدانہ تہذیب اور اس کے کرتا دھرتا یہود کے سازشی ذہن کا بطور خاص تذکرہ کیا۔ تیسرا پروگرام بعد از نماز عشاء فضل حکیم کے خطاب سے شروع ہوا موضوع "ہمارے مسائل کا قرآنی حل" تھا۔ آپ نے بلیک بورڈ کے ذریعے نظام خلافت کا نبوی طریقہ کار بیان کیا۔

پروگرام کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ مولانا حقانی نے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ نماز فجر کے بعد غلام اللہ خان حقانی نے درس قرآن دیا۔ سورۃ رحمٰن کی ابتدائی چار آیات کے حوالے سے آپ نے عظمت قرآن کو اجاگر کیا۔ بعد ازاں دفتر اسرہ خویشگی میں حلقہ سرحد شمالی کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا۔ جس میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے دورۂ سرحد کے پروگرام کو آخری شکل دی گئی۔ (رپورٹ : شیر قادر)

تنظیم اسلامی پھالیہ کے زیر اہتمام ہفت روزہ تفہیم دین کورس

تنظیم اسلامی پھالیہ کے زیر اہتمام ۱۶ ستمبر کو ہفت روزہ تفہیم دین کورس منعقد ہوا پہلے روز امیر تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن جناب شاہد اسلم نے غلبہ دین کا نبوی طریق کار کے موضوع پر لیکچر دیا۔ دوسرے روز پروفیسر محمد باقر نے راہ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں لیکچر دیا۔ تیسرے روز ۱۸ ستمبر کو منڈی بہاؤ الدین کے رفیق محمد حسین نے عشق رسول ؐ اور اس کے تقاضے کے موضوع پر لیکچر دیا۔ چوتھے روز ڈاکٹر مشتاق احمد نے نیکی کا حقیقی تصور اور پانچویں روز خادم حسین صاحب نے عبادت رب کا حقیقی تصور' چھٹے روز قاری عنایت اللہ نے امت مسلمہ کے سہ نکاتی لائحہ عمل اور ساتویں روز پروفیسر محمد باقر نے نظام خلافت کی برکات کے موضوع پر خطاب کیا۔ کورس میں شرکاء نے کافی دلچسپی کا اظہار کیا۔

Vol : 9 Regd. CPL No.127 No.41

WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

افہام وتفہیم

✪ کیا شریعت کی رُو سے بیعت کرنا ضروری ہے؟

✪ شعوری گناہوں کی معافی کیسے مانگی جائے؟ ✪ توبہ کا دروازہ کب تک کھلا رہتا ہے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درس قرآن کے بعد امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال وجواب کی نشست

❶ **س** : کیا قرآن و حدیث کی روشنی میں بیعت کرنا یا بیعت ہونا ضروری ہے؟

ج : جی ہاں' میرے نزدیک بیعت کرنا ضروری ہے۔ عام لوگوں کے ذہنوں میں بیعت کا تصور صرف پیری مریدی کی بیعت ہے۔ یعنی ارشاد و اصلاح کے لئے کسی شخص سے اس لئے ربط و تعلق قائم کرنا کہ یہ شخص اللہ والا' نیک اور متقی ہے اور یہ دین کو سمجھتا بھی ہے۔ چنانچہ یہ میری رہنمائی کرتا رہے گا کہ یہ کام ٹھیک ہے یا غلط ہے یا میری روحانی ترقی کے لئے کچھ تجویز کرتا رہے گا کہ میں کیا ذکر کروں وغیرہ۔ اس بیعت کو ہم بیعت ارشاد یا بیعت تزکیہ نفس کہتے ہیں اور یہی بیعت ہمارے ہاں معروف ہے۔

اگرچہ اس بیعت کے لئے بھی دلائل موجود ہیں۔ سنت کے ذخیرے میں بیعت عقبہ اولیٰ اس قسم کی بیعت کے لئے ایک دلیل اور اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن جس بیعت کا ہم ذکر کر رہے ہیں وہ بیعت جماعت ہے جو کہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ کسی جماعت میں شامل ہونے کے لئے اس جماعت کے امیر کے ہاتھ پر بیعت کرنا کہ آپ شریعت کے دائرے کے اندر اندر جو بھی حکم دیں گے وہ میں مانوں گا' اگرچہ میری رائے اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اس بیعت کا اصل تعلق اس بات سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد کرنا ہم پر فرض ہے۔ بدقسمتی سے یہ تصور ہمارے ذہنوں سے نکل گیا ہے۔ اگر بندہ مومن باطل کے غلبے کے تحت زندگی گزار رہا ہے تو اس پر فرض ہے کہ باطل کے غلبے کو ختم کر کے اللہ کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد کرلے۔ جیسے وضو کے بغیر نماز نہیں پڑھی جاسکتی' ایسے ہی یہ جدوجہد جماعت کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اس جدوجہد کے لئے کسی نہ کسی جماعت میں شامل ہونا لازم ہے۔ یہ بیعت سمع وطاعت فی المعروف ہے جو کہ ایک حزب اللہ اور جماعت بنانے کے لئے کی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے ((مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً)) جو شخص مرگیا اس حال میں کہ اس کی گردن میں بیعت کا قلادہ نہیں تھا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ گردن میں قلادہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی گردن میں رسی ڈال دی جائے کہ وہ اِدھر اُدھر نہیں جاسکتا' یعنی آپ اس شخص کے تابع فرمان ہوگئے ہیں اور اس کا حکم آپ کو ماننا پڑے گا۔

میں اس حدیث کی وضاحت اس طرح کرتا ہوں کہ آدمی کسی بھی جگہ دو حالتوں میں سے ایک حالت میں ضرور ہوتا ہے۔ پہلی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ جہاں وہ رہ رہا ہے وہاں بیعت کی بنیاد پر نظام حکومت قائم ہے۔ جیسے پڑوسی ملک افغانستان میں ملا عمر امیر ہیں اور لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت ہیں' جیسے کہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر بیعت ہوتی تھی۔ دوسری شکل یہ کہ نظامِ باطل کا غلبہ ہے اور سیکولر' ملحدانہ اور کافرانہ نظام قائم ہے۔ اس صورتحال میں اسلام کے نظام کو لانے کے لئے ہر شخص پر جدوجہد کرنا لازم ہوگا کیونکہ جدوجہد کے بغیر اسلام نہیں آسکتا اور جدوجہد بغیر جماعت کے نہیں ہوسکتی۔ مختصر یہ کہ ان دو صورتوں کے علاوہ کوئی تیسری شکل نہیں ہوسکتی یعنی اسلامی نظام قائم ہے یا قائم نہیں ہے۔ اگر قائم ہے تو اس کے امیر یا سربراہ کے ہاتھ پر بیعت ہوگی۔ قائم نہیں ہے تو قائم کرنا فرض عین ہے۔ اس کے لئے ایسی جماعت کے امیر کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی جو اس کی جدوجہد کر رہی ہو۔ اس اعتبار سے یہ حدیث صد فیصد صحیح ہے کہ جس شخص کی گردن میں بیعت کا قلادہ نہیں وہ جاہلیت کی موت مرا۔ یعنی بیعت نہ کرنے کے حوالے سے کوئی استثناء موجود نہیں' بیعت ہر حال میں کرنی ہوگی۔

❷ **س** : ایک گناہ تو وہ ہیں جو بھول چوک کر ہو جاتے ہیں لیکن جو گناہ پورے شعور کے ساتھ کئے گئے ہیں ان کی معافی کن الفاظ میں مانگی جائے گی؟

ج : ایسے گناہوں کی معافی ان الفاظ میں طلب کی جاسکتی ہے ﴿ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا ﴾ حضرت آدم اور حواؑ سے خطا ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعا مانگی تھی۔ ﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ ﴾ "اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر آپ نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے"۔ حضرت یونس علیہ السلام سے غلطی ہوگئی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تو انہوں نے ان الفاظ میں تسبیح کی "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ"۔ گناہوں کی معافی کے حوالے سے پانچواں کلمہ بھی ایک جامع ترین دعا ہی ہے۔ توبہ کرنے کے ضمن میں قرآن و حدیث میں ایسی اور بہت سی دعائیں موجود ہیں۔

یہ بات نوٹ کیجئے کہ گناہ دو قسم کے ہوسکتے ہیں۔

(۱) حقوق اللہ کے حوالے سے کسی کوتاہی کا ارتکاب کیا ہو

(۲) حقوق العباد کا معاملہ ٹھیک نہ رکھا ہو۔

حقوق اللہ کے گناہ سے توبہ کرنے کی تین شرائط ہیں۔ یہ ہوں گی تو حقوق اللہ کے ضمن میں توبہ قبول ہوگی ورنہ نہیں۔ یہ تین شرائط یہ ہیں :

۱) گناہ پر حقیقی پشیمانی' حقیقی شرمندگی اور تاسف ہو کہ میں یہ کام کیوں کرتا رہا۔

۲) عزم مصمم ہو کہ آئندہ ہرگز نہیں کروں گا۔

۳) عزم مصمم پر عمل کرتے ہوئے اس گناہ کو بالفعل چھوڑ دیا گیا ہو۔

حقوق العباد کے گناہوں سے توبہ کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ جس شخص کی آپ نے رقم ہڑپ کی ہے' تہمت لگائی ہے یا کوئی اور زیادتی کی ہے تو اس شخص سے معافی مانگی جائے۔ اور اگر وہ معاف کر دے تو معافی ہو جائے گی۔ اگر وہ معاف نہیں کرتا تو اس کی تلافی کیجئے۔ اس کے بغیر معافی کی کوئی شکل ممکن نہیں ہوگی۔ وہ شخص جس کا حق تلف کیا ہے فوت ہوچکا ہے اور معافی کی کوئی دوسری صورت بھی ممکن نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کی نیکیاں اس کے حوالے کر دی جائیں گی۔ اگر زندہ ہے اور آپ اس کا مال نہیں دے سکتے تو اس سے کہیں کہ خدا کے لئے مجھے معاف کر دیں یا میں نے فلاں وقت آپ پر تہمت لگائی تھی براہ کرم مجھے معاف کر دیں۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل یہاں تک آتا ہے کہ ایک صحابی اپنے ایک ساتھی سے معافی مانگ رہے تھے' انہوں نے سرسری طور پر کہا کہ میں نے معاف کر دیا۔ اس

(باقی صفحہ ۱۰ پر)